رفع الیدین ایک عظیم مگر...... مظلوم سنت

تحریر و ترتیب: میاں محمد الیاس کھوہار

پہلی بات: اس امر کو مسلمان کی بدنصیبی ہی کہا جائے گا کہ اُن کے ہاں بعض ایسے مسائل کو بھی اختلافی مسائل سمجھا جاتا ہے جو دراصل تو اختلافی نہیں ہیں۔ مگر بعض لوگوں نے اُن کو جان بوجھ کر اختلافی بنالیا ہے۔

ایسے مسائل میں سے ایک مسئلہ رفع الیدین کا بھی ہے۔ ان مصنوعی اختلافات کے رواج پا جانے کی اصل وجہ یہ ہے کہ ہمارے عوام کو عام طور پر ہی ایسے مسائل کے بارے میں کوئی ذاتی علم حاصل نہیں ہوتا اور وہ اپنی بے خبری کی وجہ سے جلد غلط پروپیگنڈے کا شکار ہو جاتے ہیں، اور ہمیں یقین ہے کہ مسلمان عوام اگر ایسے مبیّنہ اختلافی مسائل کی حقیقت کو جان سکیں تو اس سے نہ صرف مسلمانوں کے بہت سے جھگڑے ختم ہو جائیں گے بلکہ ان کے باہمی ارتباط اور مل بیٹھنے کی راہیں بھی بآسانی ہموار ہوسکیں گی۔ ان شاء اللہ اسی مقصد کے پیشِ نظر ہم آج کی فرصت میں اپنے بھائیوں کے سامنے مسئلہ رفع الیدین کو اُس کی اصلی صورت میں پیش کر رہے ہیں۔

رفع الیدین: رفع الیدین کا معنی تو ''اپنے دونوں ہاتھوں کا اوپر اٹھانا ہے'' مگر شرعی اصطلاح میں رفع الیدین ''نماز کے اندر بعض مواقع پر اپنے دونوں ہاتھ کاندھوں یا کانوں کے برابر تک اوپر اٹھانے کو کہتے ہیں''۔

واضح رہے کہ نماز کے اندر دونوں ہاتھوں کا اوپر اٹھانا چار مقامات پر وارد ہوا ہے:

۱۔ نماز شروع کرتے ہوئے تکبیرِ تحریمہ کے وقت۔ ۲۔ رکوع کے ارادہ سے تکبیر کہتے وقت۔

۳۔ رکوع سے سر اٹھاتے وقت۔ اور ۴۔ اگر تین یا چار رکعت کی نیت ہو تو دو رکعت پوری کر کے تیسری کیلئے کھڑے ہو کر۔

ان چار مقامات میں سے پہلی رفع الیدین کے بارے میں تو کسی کو بھی کوئی اختلاف نہیں ہے۔ مگر باقی تین مقامات پر رفع الیدین کے سُنّت ہونے میں احناف بزرگوں نے اختلاف کیا ہے جبکہ احناف کے سوا پوری

اُمت کے مسلمان اوران کے تمام ہی فقہی مسالکِ فکر یعنی اہل حدیث، مالکی، شافعی اور حنبلی سب کے سب ان چاروں مقامات پر ہی رفع الیدین کو سُنّت سمجھتے ہیں۔

اُسوۂ رسول ﷺ: رسول اللہ ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے کہ (صَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُوْنِيْ اُصَلِّيْ) کہ ''لوگو! تم بھی نماز ٹھیک ایسے ہی پڑھو جس طرح مجھے پڑھتے دیکھتے ہو''۔ پس آیئے اس ارشادِ گرامی کی تعمیل میں ہم مسئلہ رفع الیدین کے سلسلہ میں بھی اسی سراجِ نبوت سے اکتسابِ نُور کرتے ہیں۔ جو محض اسی غرض سے ہمارے لئے روشن کیا گیا ہے۔ البتہ بات کو زیادہ قریب سے اور زیادہ بہتر طور پر سمجھنے کیلئے اس باب میں ہم صرف اُنہی روایات سے استشہاد کریں گے جو اُن راویوں سے صحاح ستّہ میں وارد ہوئی ہیں جو نبی ﷺ کی زندگی کے اُس دور میں ایمان لائے تھے جب آپ ﷺ کی ساعتِ وصال بالکل قریب تھی، اور انہوں نے آپ ﷺ کی اقتدا میں آپ ﷺ کی زندگی کے آخری زمانہ میں نمازیں ادا کی ہیں ظاہر ہے کہ آپ ﷺ کی زندگی کے آخری زمانہ میں آپ ﷺ کی اقتدا میں نماز ادا کرنے والے بزرگ آپ ﷺ سے جو کچھ بھی نقل کریں گے وہ آپ ﷺ کی زندگی کے مستقل معمولات ہی ہوں گے۔

رسول اللہ ﷺ کا طریقِ نماز: حضرت وائل بن حُجرؓ فرماتے ہیں: (اِنَّهٗ رَاَى النَّبِيَّ ﷺ رَفَعَ يَدَيْهِ حِيْنَ دَخَلَ فِي الصَّلٰوةِ وَكَبَّرَ ثُمَّ الْتَحَفَ بِثَوْبِهٖ ثُمَّ وَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلَى الْيُسْرٰى فَلَمَّا اَرَادَ اَنْ يَّرْكَعَ اَخْرَجَ يَدَيْهِ مِنَ الثَّوْبِ ثُمَّ رَفَعَهُمَا فَكَبَّرَ فَرَكَعَ فَلَمَّا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ رَفَعَ يَدَيْهِ)(صحیح مسلم) ''کہ میں نے نبی ﷺ کو نماز پڑھتے دیکھا۔ آپ ﷺ نے جب نماز شروع کی تو اپنے دونوں ہاتھ اوپر اٹھائے اور تکبیر کہی پھر اپنے ہاتھ اپنی چادر میں ڈھانپ لئے، دایاں ہاتھ اپنے بائیں ہاتھ پر رکھا (اور نماز پڑھنے لگے) پھر جب آپ ﷺ نے رکوع کا ارادہ کیا تو دونوں ہاتھ چادر سے باہر نکالے اور رفع الیدین کرتے ہوئے رکوع کا ارادہ کیا تو دونوں ہاتھ چادر سے باہر نکالے اور رفع الیدین کرتے ہوئے رکوع کیلئے تکبیر کہی۔ پھر جب آپ ﷺ رکوع کر چکے اور ''سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ'' کہتے ہوئے اُٹھے تو پھر رفع الیدین کی''۔ یاد رہے کہ یہ حضرت وائل بن حُجر ''حضر موت'' کے باشندہ ہیں۔ آپؓ نے جنگِ تبوک کے بعد ۹ ھ میں اسلام قبول کیا ہے (البدایہ والنہایہ ۵/۷۵) آپؓ شاہ حضر موت کے بیٹے تھے۔ جب آپ ایمان لاکر مدینہ تشریف

لائے تو نبی ﷺ نے ان کی بے حد تکریم کی اور اپنی چادر پاک اپنے کندھوں سے اُتار کر اُن کیلئے بچھا دی اور اُنہیں اپنے پہلو میں جگہ دی (الاکمال فی اسماء الرجال) آپ نے مدینہ منورہ کا سفر دوبار اختیار کیا ہے اور اس سفر سے جیسا کہ آپ ﷺ نے خود فرمایا ہے۔ ان کی غرض بس ایک ہی تھی کہ (لَاَنْظُرَنَّ اِلٰی صَلٰوۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ) ''یعنی ان سفروں کا مقصد صرف رسول اللہ ﷺ کے طریقۂ نماز کا علم حاصل کرنا تھا''۔ دوسری روایت میں انہوں نے اپنے مشاہدہ کا ذکر (فَکَانَ اِذَا کَبَّرَ رَفَعَ یَدَیْہِ) کے الفاظ میں بصیغہ ماضی استمراری کیا ہے کہ ''آپ ﷺ اپنی نماز میں رفع الیدین کیا کرتے تھے''۔ (ابوداؤد)

وہ آپ ﷺ کے اصحابؓ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: (اَتَیْتُ النَّبِیَّ ﷺ فِی الشِّتَآءِ فَرَأَیْتُ اَصْحَابَہٗ یَرْفَعُوْنَ اَیْدِیَھُمْ فِیْ ثِیَابِھِمْ فِی الصَّلٰوۃِ) (ابوداؤد) کہ ''میں جب حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو سردیوں کا موسم تھا اور میں نے دیکھا کہ حضور ﷺ کے اصحابؓ بھی (آپ ﷺ کی طرح ہی) اپنی چادروں کے نیچے سے (ہاتھ نکال نکال کر) رفع الیدین کرتے تھے''۔

آپؓ جب دوبارہ تشریف لائے تو بھی نماز کی صورت یہی تھی۔ فرماتے ہیں: (ثُمَّ جِئْتُ بَعْدَ ذٰلِکَ فِیْ زَمَانٍ فِیْہِ بَرْدٌ شَدِیْدٌ فَرَأَیْتُ النَّاسَ عَلَیْھِمْ جُلُّ الثِّیَابِ تُحَرِّکُ اَیْدِیَھُمْ تَحْتَ الثِّیَابِ) (ابوداؤد) کہ ''جب (اگلے برس) میں دوبارہ آیا تو موسم اتنا سرد تھا کہ لوگوں نے بوجھل کپڑے اوڑھ رکھے تھے۔ مگر رفع الیدین بدستور ہی کپڑوں کے نیچے سے (ہاتھ باہر نکال نکال کر) کرتے تھے''۔

حضرت مالک بن حویرثؓ بھی حضرت وائلؓ بن حُجر کے ساتھ ہی ۹ھ میں ہی ایمان لاتے ہیں۔ صاحبِ اکمال تحریر کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ان کو اپنے پاس ٹھہرالیا اور بیس روز تک وہ آپ ﷺ کے مہمان بنے رہے۔ اُنہوں نے اپنے زمانہ قیام میں حضور ﷺ کو جس طرح نماز پڑھتے پایا۔ اُنہوں نے بھی اُسی طریقہ کو اپنا معمول بنالیا۔ بخاری اور مسلم میں خود ان کی اپنی زبان سے بھی رفع الیدین کی ایک مختصر روایت وارد ہوئی ہے۔ مگر ان کا معمولِ حیات حضرت ابوقلابہ کی زبان سے زیادہ تفصیل کے ساتھ نقل کیا گیا ہے حضرت ابوقلابہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت مالکؓ بن حویرث کو نمازیں ادا کرتے دیکھا ہے ان کی حالت یہ تھی کہ (اِذَا صَلّٰی کَبَّرَ ثُمَّ رَفَعَ یَدَیْہِ وَاِذَا اَرَادَ اَنْ یَّرْکَعَ رَفَعَ یَدَیْہِ وَاِذَ رَفَعَ رَأْسَہٗ مِنَ الرُّکُوْعِ رَفَعَ یَدَیْہِ وَحَدَّثَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ کَانَ یَفْعَلُ ذٰلِکَ) (مسلم جلد اوّل) ''یعنی وہ جب نماز شروع کرتے تو تکبیر کہتے اور رفع الیدین

کرتے۔ پھر جب رکوع کا ارادہ کرتے تو رفع الیدین کرتے رکوع سے سر اُٹھاتے تو پھر رفع الیدین کرتے تھے۔ آپؓ بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ ٹھیک اسی طرح نماز ادا کیا کرتے تھے''۔ احادیث اثباتِ رفع الیدین کے راویوں میں ایک اور مؤخر الایمان صحابی حضرت ابی حمید ساعدیؓ ہیں۔ آپ بھی حضور ﷺ کے آخری زمانہ حیات میں ایمان لائے اور آپ ﷺ کے ساتھ نمازیں پڑھتے تھے۔ حضور ﷺ کی وفات کے کچھ عرصہ بعد صحابہؓ کی ایک مجلس میں جہاں حضور ﷺ کے متعدد صحابی موجود تھے آپؓ نے فرمایا میں تم سب سے رسول اللہ ﷺ کی نماز کو بہتر طور پر جانتا ہوں۔ اصحاب رسول نے سُننے کا شوق ظاہر کیا تو آپ نے حضور ﷺ کی نماز کی پوری تفصیل بیان کی، رفع الیدین کے سلسلہ میں فرمایا (كَانَ النَّبِيُّ ﷺ اِذَا قَامَ اِلَى الصَّلٰوةِ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى يُحَاذِيَ بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ ثُمَّ يُكَبِّرُ ثُمَّ يَقْرَءُ ثُمَّ يُكَبِّرُ وَيَرْفَعُ يَدَيْهِ حَتّٰى يُحَاذِيَ بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ ثُمَّ يَرْكَعُ......ثُمَّ يَرْفَعُ رَأْسَهٗ فَيَقُوْلُ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ ثُمَّ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَتّٰى يُحَاذِيَ بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ...... ثُمَّ اِذَا قَامَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى يُحَاذِيَ بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ كَمَا كَبَّرَ عِنْدَ اِفْتِتَاحِ الصَّلٰوةِ...... قَالُوْا صَدَقْتَ هٰكَذَا كَانَ يُصَلِّيْ) [ترمذی، ابوداؤد] یعنی ''نبی ﷺ جب نماز قائم کرتے تھے تو اپنے دونوں ہاتھ اپنے کندھوں کے برابر تک بلند کرتے اور تکبیر کہہ کر نماز پڑھنے لگتے۔ پھر رکوع کی غرض سے تکبیر کیساتھ اپنے دونوں ہاتھ پہلے کی طرح ہی کندھوں کے برابر تک بلند کرتے اور رکوع میں چلے جاتے۔ پھر ''سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ'' کہتے ہوئے رکوع سے سر اٹھاتے اور پہلے کی طرح ہی رفع الیدین کرتے۔ پھر جب دو رکعت پوری کر کے تیسری کیلئے کھڑے ہوتے تو جس طرح انہوں نے نماز شروع کرتے وقت رفع الیدین کی تھی پھر رفع الیدین کرتے۔ وہ بات ختم کر چکے تو مجلس میں موجود سب کے سب اصحابِ رسول ﷺ نے بیک زبان اُن کی تصدیق کی اور کہا بلاشبہ رسول اللہ ﷺ اسی طرح نماز ادا کیا کرتے تھے''۔ اس مجلس میں موجود بزرگ صحابہ کرامؓ کے اسماءِ گرامی یہ ہیں: حضرت ابو ہریرہؓ، حضرت محمد بن مسلمہؓ، حضرت ابو اسیدؓ، حضرت بریدہؓ، حضرت حسن بن علیؓ، حضرت سہلؓ، حضرت زیدؓ، حضرت عقبہؓ، حضرت ابو مسعودؓ، حضرت عبداللہ بن عمرؓ، حضرت سلمانؓ، حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ، حضرت ابو سعیدؓ اور حضرت عمارؓ، صحابیات میں سے حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہؓ اور حضرت اُمِ درداءؓ نے حضرت ابی حمید ساعدیؓ کا یہ بیان سنا اور انہوں نے اس کی تصدیق کی۔

رفع الیدین کے اثبات میں وارد ہونے والی روایات کا سلسلہ بہت طویل ہے۔ حضرت علامہ مجد الدین

فیروز آبادی صاحب قاموس کا کہنا ہے کہ اس باب میں صحت کو پہنچنے والی مرفوع وموقوف روایات واخبار وآثار کی تعداد چار صد ہے۔ (سفر السعادت) اور ہم سمجھتے ہیں کہ دل اگر اللہ کے خوف سے خالی ہی نہ ہو چکا ہو تو ایک طالبِ حق اور انصاف پسند قاری کیلئے ہماری پیش کردہ یہ چند روایات بھی کفایت کر سکتی ہیں کہ۔

در فانہ اگر کس ست یک صرف بس ست

اصحابِ رسول ﷺ سے اتباعِ تابعین تک: اس بات کو قارئین بھی سمجھتے ہوں گے کہ اس مختصری تحریر میں پیشِ نظر موضوع پر زیادہ تعداد میں روایات کا سمو سکنا ممکن نہیں ہے جبکہ ایسی روایات کی تعداد جیسا کہ ہم اوپر عرض کر چکے ہیں پوری چار صد ہے۔ البتہ اس سلسلہ میں ہم اپنے قارئین کے ایمان میں تازگی اور توانائی پیدا کرنے کیلئے ان بزرگوں کی ایک مختصری فہرست یہاں درج کئے دیتے ہیں جنہوں نے رفع الیدین کو نبی ﷺ سے بلاواسطہ یا بالواسطہ نقل کیا ہے۔ ملاحظہ فرمائیے۔

حضرت ابوبکر صدیق ؓ، حضرت عمر فاروق ؓ، حضرت عثمان ذوالنورین ؓ، حضرت علی المرتضیٰ ؓ، حضرت طلحہ ؓ، حضرت زبیر ؓ، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف ؓ، حضرت سعد بن وقاص ؓ، حضرت سعید ؓ بن زید، حضرت ابوعبیدہ بن الجراح ؓ یہ دس بزرگ عشرہ مبشرہ کہلاتے ہیں۔ کیونکہ ان سب کو رسول اللہ ﷺ نے اس دنیوی زندگی میں ہی جنت کی خوشخبری دے رکھی تھی۔ دوسرے اصحابِ رسول ﷺ میں سے، حضرت عبداللہ بن عمر ؓ، حضرت عبداللہ بن عباس ؓ، حضرت ابوہریرہ ؓ، حضرت انس ؓ، حضرت جابر ؓ، حضرت حسن بن علی ؓ، حضرت مالک بن حویرث ؓ، حضرت وائل بن حُجر ؓ، حضرت ابوحمید ساعدی ؓ، حضرت سہل بن سعد ؓ، حضرت محمد بن مسلمہ ؓ، حضرت ابی قتادہ ؓ، حضرت عمیر اللیثی ؓ، حضرت زید ؓ، حضرت ابوموسیٰ اشعری ؓ، حضرت ابومسعود ؓ، حضرت عقبہ ؓ، حضرت عمار بن یاسر ؓ، حضرت سلیمان بن یسار ؓ، حضرت ابو سعید ؓ، حضرت ابی اسید ؓ، حضرت عبداللہ ؓ بن زبیر ؓ، حضرت عبداللہ ؓ بن عمرو ؓ بن العاص، حضرت براء بن عازب ؓ، حضرت سلمان فارسی ؓ، حضرت قتادہ ؓ، حضرت حکم بن عمرو ؓ، حضرت معاذ ؓ بن جبل، حضرت حمید بن ہلال ؓ، حضرت عبد اللہ ؓ بن جابر البیاضی اور حضرت عبید بن عمیر ؓ۔

صحابیات میں سے اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ ؓ، حضرت اُمِ درداء ؓ، تابعین بزرگوں میں حضرت حسن بصری ؒ، حضرت عطاء ابن رباح ؒ، حضرت طاؤس ؒ، حضرت مجاہد ؒ، حضرت نافع ؒ، حضرت سالم بن عبداللہ ؒ، حضرت مکحول ؒ، حضرت سعید بن جبیر ؒ، حضرت علقمہ بن وائل ؒ، حضرت عمر بن عبد العزیز ؒ، حضرت ابن سیرین ؒ، حضرت نعمان

بن عیاشؒ، حضرت حسن بن مُسلمؒ، حضرت قیس بن سعدؒ، حضرت عبداللہ بن دینارؒ اور حضرت ابی قلابہؒ۔ حضرت قاسم بن محمدؒ اور حضرت محمد بن شہابؒ زہری۔

فقہائے اُمّت میں سے اسلام کے وہ فقہی ستون بھی اس فہرست میں شامل ہیں جن کی فقاہت اسلام کا سرمایہ ناز ہے۔ جیسے حضرت عبداللہ بن مبارکؒ، حضرت امام مالکؒ، حضرت امام شافعیؒ، حضرت امام احمد بن حنبلؒ، حضرت امام اوزاعیؒ اور حضرت امام اسحٰقؒ۔

بعد کے زمانوں میں: حضرت امام بخاریؒ لکھتے ہیں کہ رفع الیدین کی سنت پر عمل کرنے کے بارے میں جس بڑی تعداد میں اصحابِ رسول ﷺ کا اتفاق ہوا ہے اتنی بڑی تعداد میں اصحابِ رسول ﷺ کسی دوسری سنت کے حق میں جمع نہیں ہوئے ہیں۔ حضرت امام بخاریؒ نے حضرت حسنؓ اور حضرت حمید بن بلالؒ سے نقل کیا ہے کہ اصحابِ رسول ﷺ میں سے کوئی ایک صحابی بھی ایسا نہیں تھا، جو رفع الیدین نہ کرتا ہو (جزء رفع الیدین)

ابن عساکرؒ حضرت ابی سلمہ اعرج سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے اپنی زندگی میں تمام لوگوں کو ہی رفع الیدین کرتے پایا ہے (تاریخ ابن عساکر) حاکمؒ تحریر کرتے ہیں کہ عشرہ مبشرہ سب کے سب ہی رفع الیدین کے سنت ہونے پر متفق ہیں، وہ مزید لکھتے ہیں کہ حدیث کے پورے ذخیرہ میں سوائے رفع الیدین کے دوسری کوئی سنت ایسی نہیں ہے جس پر عشرہ مبشرہ کا اتفاق ہوا ہو۔ حضرت ابن جوزیؒ نے حضرت امام شافعیؒ سے نقل کیا ہے کہ کسی مسلمان کیلئے حلال نہیں ہے کہ اُسے جب رفع الیدین کے بارے میں حدیثِ رسول ﷺ پہنچ چکے تو پھر وہ آپ ﷺ کی سنت پر عمل نہ کرے (نزہت الناظر للمقیم والمسافر)

حضرت امام بخاریؒ نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا یہ معمول نقل کیا ہے کہ (كَانَ اِذَا رَاٰى رَجُلًا لَّا يَرْفَعُ يَدَيْهِ اِذَا ركع واذا رَفَعَ رَمَاهُ بِالْحِصٰى) (جزء رفع الیدین: ۷) کہ "جب وہ کسی نمازی کو دیکھتے کہ وہ اپنی نماز میں رفع الیدین کی سنت پر عمل نہیں کر رہا تو وہ اُسے کنکریوں سے مارتے (اور کہتے ظالم! رفع الیدین کیوں نہیں کرتا؟)" حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کا ارشاد ہے (رَفْعُ الْيَدَيْنِ عِنْدَ الْاِفْتِتَاحِ وَالرُّكُوْعِ وَالرَّفْعِ مِنْهُ) [غنیۃ الطالبین مترجم فارسی علامہ عبدالحکیم حنفی: ۶] کہ "رفع الیدین وارد ہوئی ہے نماز شروع کرتے وقت، رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت"

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ اگرچہ رفع الیدین کے ترک و اختیار میں میانہ روی پر پہنچ کر ہی ٹھہر

گئے ہیں۔مگر اپنے دل کی بات وہ بھی یہی بتاتے ہیں کہ (وَالَّذِیْ یَرْفَعُ اَحَبُّ اِلَیَّ مِمَّنْ لَّایَرْفَعُ فَاِنَّ اَحَادِیْثَ الرَّفْعِ اَکْثَرُ وَاَثْبَتُ)[حجۃ اللہ البالغہ جلد۲] کہ ''رفع الیدین کرنے والا شخص مجھے نہ کرنے والے کے مقابلہ میں زیادہ محبوب ہے کیونکہ رفع الیدین کی احادیث بکثرت بھی ہیں اور ثابت شدہ بھی ہیں''۔

تصویر کا دوسرا رُخ: جولوگ رفع الیدین کی سنت پر عمل نہیں کر رہے اُن کی یہ حالت بڑی ہی قابلِ رحم بلکہ درد ناک بھی ہے۔ کہ وہ ایک طرف تو رفع الیدین کے حق میں وارد ہونے والی روایات میں سے کسی ایک روایت کو ضعیف بھی نہیں کہہ سکے دوسری طرف خود اُن کے اپنے دامن میں ترک رفع الیدین کی تائید میں حدیث کے پورے ذخیرہ کے اندر کوئی ایک بھی صحیح روایت موجود نہیں ہے۔

احناف بزرگوں نے اپنے لئے یہ دردنا کی بے سبب ہی پیدا کر رکھی ہے ورنہ بات بڑی سیدھی تھی کہ حضرت امام ابوحنیفہؒ اگر رفع الیدین کے سلسلے میں کوئی صحیح حدیث نہیں پا سکے تھے تو یہ اُس وقت کی مجبوری ہوگی مگر بعد میں جب احناف بزرگوں پر صحیح صورتِ حال واضح ہوگئی تھی تو اُنہیں اس سنت پر عمل کرنے میں کوئی رکاوٹ نہیں رہنی چاہیے تھی اور پیش آمدہ حالات میں قولِ امام کو ترک کرنے کی یہ کوئی نئی بات بھی نہیں تھی کیونکہ اور بھی کتنے ہی مسائل میں احناف حضرت امام ابوحنیفہ ؒ کی پیروی نہیں کر رہے۔مگر عجیب بات ہے کہ احناف بزرگوں نے یہ سیدھی راہ اختیار کرنے کی بجائے اپنی ساری صلاحیتیں رفع الیدین سے بچ نکلنے کی تدبیروں پر ہی صرف کر دیں، اور اس کو انہوں نے اپنے وقار کا سوال بنالیا۔حقائق کا گھیرا بڑا سخت تھا مگر بالآخر چوتھی صدی ہجری کے ایک حنفی بزرگ امام طحاوی نے اس گھیرے کو توڑ کر نکل جانے کی ایک تدبیر سوچ ہی لی انہوں نے لکھا کہ رفع الیدین کی احادیث صحیح اور ثابت تو ہیں مگر رسول اللہ ﷺ نے اس عمل کو بعد میں منسوخ کر دیا تھا[معانی الآثار طحاوی جلد اوّل] اور تعجب پر تعجب ہے کہ نویں صدی ہجری کے دو عظیم حنفی علماء علامہ عینیؒ اور ابن ہمامؒ نے بھی اپنی تمام تر علمی وسعتوں کے باوجود امام طحاویؒ کی اس دریافت کو غنیمت سمجھ کر قبول کرلیا۔(اناللہ وانا الیہ راجعون)

اب اگر پوچھا جائے کہ(۱) یہ سنت کیوں منسوخ کی گئی (۲) کس زمانہ میں منسوخ کی گئی (۳)منسوخی کا وہ حکم حدیث کی کس کتاب میں درج ہے؟۔تو افسوس ہے کہ احناف بزرگوں کے پاس ان میں سے کسی سوال کا جواب بھی موجود نہیں ہے،اور واقعہ یہ ہے کہ ہم نے اپنی اس زیرِ نگاہ تحریر میں جو احادیث درج کی ہیں ان کو صحیح مان لینے کے بعد کوئی بھی صاحبِ علم وخرد شخص رفع الیدین کی منسوخی کی بات نہیں کرسکتا۔

جیسا کہ ہم عرض کر آئے حضرت وائل بن حُجرؓ اور حضرت مالک بن حویرثؓ دونوں ہی ۹ ھ میں ایمان لائے ہیں اور حضرت ابوحمید ساعدیؓ بھی تقریباً اسی زمانہ میں ہی مسلمان ہوئے ہیں۔ یہ زمانہ رسول اللہ ﷺ کی زندگی کا آخری زمانہ ہے، اور اس زمانہ تک حضور ﷺ اور آپ کے اصحابؓ کا رفع الیدین کرنا ان کی بیان کردہ روایات سے ثابت ہے۔ حضرت وائل بن حُجرؓ پہلی بار ۹ ھ میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں اور دوسری مرتبہ ۱۰ ھ کے اواخر میں مدینہ پہنچے ہیں اور وہ دونوں بار ہی حضور ﷺ اور آپ ﷺ کے اصحابؓ کو رفع الیدین کی سنت پر عمل کرتے پاتے ہیں اور یہ اہتمام اس درجہ شدید تھا کہ آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے اصحابؓ سخت سردیوں میں موسم کی شدت کے باوجود اپنی چادروں سے ہاتھ باہر نکال نکال کر رفع الیدین کرتے تھے۔

۱۱ ھ کے ابھی اڑھائی ماہ بھی پورے نہ ہو سکے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے وفات پائی۔ پھر رفع الیدین کب منسوخ ہوئی اور کس نے کی؟ یہ صورت حال احناف کیلئے پہلے سے بھی زیادہ دردناک، اور اہلِ علم کی شان کے خلاف تھی کہ وہ علمی دنیا کے سامنے ایک غیر دستاویزی، غیر علمی اور بے بنیاد بات پر جمے رہیں۔ اس لئے بعد کے احناف اہل علم وخبر بزرگوں کیلئے اس کے سوا کوئی چارہ نہ رہا کہ وہ اپنے بزرگوں کی غلطی کا کھلے بندوں اعتراف کریں اور خواہ پہلی دردنا کی قائم ہی رہے مگر علمی دنیا کے سامنے مستقل ندامت سے بچ سکیں۔ چنانچہ مشہور حنفی بزرگ اور بلند پایہ عالم حضرت مولانا عبدالحی حنفی لکھنویؒ نے فرمایا: گو ہم رفع الیدین کو سنت مؤکدہ نہیں مانتے کہ اس کے نہ کرنے سے کوئی شخص ملامت کا محل بنے مگر رفع الیدین کا ثبوت نبی ﷺ سے بکثرت ہے اور راجح (یعنی لائقِ ترجیح) ہے۔ طحاوی، عینی اور ابن ہمامؒ نے جو بعض صحابہؓ سے حُسنِ ظن کی بنیاد پر رفع الیدین کے منسوخ ہونے کا دعویٰ کیا ہے تو یہ دعویٰ بے بنیاد ہے اور ان کے دلائل قطعاً غیر تسلی بخش ہیں۔ [التعلیق :۷۱]

حضرت مولانا انور شاہؒ کاشمیری نے تحریر کیا (**ویعلم ان رفع الیدین متواتر اسنادًا وعملاً لایشک فیه ولا ینسخ حرف منه وانما بقی الکلام فی الافضلیة**)[نیل الفرقدین :۲۲] ''یعنی: حق یہی ہے کہ رفع الیدین سنداً اور عملاً متواتر ہے۔ ہر قسم کے شک وشبہ سے پاک ہے اور اس کا ایک حرف بھی منسوخ نہیں ہے اور کلام صرف اُس کی افضلیت میں ہی ہے''۔

حضرت علامہ سندھی حنفی نے تو بڑے ہی کھلے دل اور بڑے ہی اعتماد سے اظہارِ حق فرمایا ہے، لکھتے ہیں:

(**ثم مالک بن الحویرث ووائل بن حجر ممن صلی مع النبی صلی الله علیه وسلم فی آخر**

عمرہ ﷺ فروایتهما الرفع عند الرّکوع والرفع منه دلیل علی بقاء ہ وبطلان دعوی نسخہ)[سنن نسائی حاشیہ ۱/۱۴۰ حاشیہ ابن ماجہ ۱/۲۸۲) ''یعنی مالک بن حویرثؓ اور وائل بن حُجرؓ ان اصحابِ رسول ﷺ میں سے ہیں۔ جنہوں نے حضور ﷺ کی اقتداء میں حضور ﷺ کی زندگی کے آخری زمانہ میں نمازیں ادا کی ہیں۔ ان کا رکوع میں جاتے اور رکوع سے سر اُٹھاتے وقت، رسول اللہ ﷺ سے رفع الیدین کا بیان کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ رفع الیدین حضور ﷺ کی زندگی کے آخری روز تک باقی رہی ہے، اور اس کے منسوخ ہونے کا دعویٰ صریحاً باطل ہے''۔

مولانا محمود الحسنؒ کا عُذر: رفع الیدین کی تنسیخ کی کہانی تو اپنے انجام کو پہنچ چکی۔ البتہ جناب مولانا محمود الحسنؒ دیوبندی کا ایک عذر ضرور قابلِ توجہ ہے۔ آپ فرماتے ہیں: رفع الیدین کی احادیث تو صحیح ہیں مگر رسول اللہ ﷺ نے اس پر عمل ہمیشہ نہیں کیا تھا[ایضاح الادلہ مولانا محمود الحسن] اس کے جواب میں ہم صرف ایک حدیث ہی پیش کئے دیتے ہیں۔ (عن عبد اللّٰه بن عمرؓ قال ان رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم کان یرفع یدیه حذو منکبیه اذا افتتح الصلٰوة واذا کبر للرّکوع واذا رفع راسه من الرکوع رفعهما کذٰلک فما زالت صلوته حتی لقی اللّٰه)[بیہقی] یعنی ''حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ جب نماز شروع کرتے تو کندھوں کے برابر تک اپنے دونوں ہاتھ بلند کرتے اور جب رکوع کیلئے تکبیر کہتے تو بھی اسی طرح اپنے دونوں ہاتھ کندھوں تک اوپر اٹھاتے۔ پھر جب رکوع سے سر اٹھاتے تو پھر رفع الیدین کرتے۔ آپ ﷺ کی نماز ہمیشہ اسی طرح رہی یہاں تک کہ آپ ﷺ نے وفات پائی''۔ حضرت امام زیلعی حنفی نے اس حدیث کو اپنی کتاب نصب الرایہ تخریج الہدایہ میں بغیر کسی تنقید کے قبول کیا ہے۔

ایک مجہول کہانی: ہمارے ہاں اس کہانی نے بہت شہرت حاصل کر رکھی ہے کہ اسلام کے ابتدائی زمانہ میں جب لوگ نئے نئے مسلمان ہوئے تھے تو بعض لوگ نماز پڑھتے وقت اپنی بغلوں میں بت دبائے رکھتے تھے رسول اللہ ﷺ کو پتہ چلا تو آپ ﷺ نے رفع الیدین کا حکم دیا تاکہ اگر کوئی شخص اپنی بغل میں بُت چھپالائے تو رفع الیدین کرنے سے بغل میں چھپایا ہوا بت گر جائے۔ جن لوگوں نے اس کہانی کو چلا رکھا ہے وہ کہتے ہیں کہ رفع الیدین کا عمل ایک وقتی مصلحت کی وجہ سے تھا، اب اس عمل کو جاری رکھنے کا کوئی جواز نہیں ہے۔

اب یہ تو معلوم نہیں کہ یہ کہانی کس نے بنائی اور اسے کس زمانہ میں بنایا گیا تھا مگر یہ ایک امر واقعہ ہی ہے کہ اس من گھڑت کہانی کو جوڑنے والے نے محض اپنی چالاکی سے ہی سادہ لوح لوگوں کے دل ودماغ کو مسموم کر دیا ہے۔ ورنہ جہاں تک حقیقت کا تعلق ہے یہ کہانی نہ عقل کے موافق، نہ علم کے مطابق ہے۔ اس کہانی میں بے عقلی اور بیوقوفی کا پہلو تو یہ ہے کہ رفع الیدین کا مقصد اگر محض بغلوں سے بتوں کا گرانا ہی تھا تو یہ مقصد تو پہلی بار کی رفع الیدین سے ہی حاصل ہو جاتا ہے اس غرض سے چار بار رفع الیدین کرنے کی کیا ضرورت تھی، اور اگر ایک بار سے یہ مقصد حاصل نہیں ہوتا تو پھر دس بیس بار کی رفع الیدین سے بھی یہ مقصد حاصل نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ رفع الیدین کے وقت بازو سر سے اوپر نہیں لے جائے جاتے جس سے بت گر جائیں گے۔ آپ کندھوں تک ہاتھ بلند کریں یا کانوں تک اونچالے جائیں، بازو پہلو کے ساتھ ہی جڑے رہتے ہیں۔ اگر کوئی چاہے کہ بت کو بغل سے نہ گرنے دے تو رفع الیدین کے باوجود بت بغلوں سے نہیں گر سکتے۔

اس فضول کہانی کی دوسری بیوقوفی یہ ہے کہ رفع الیدین کے مقابلہ میں نماز کے اندر آدمی کے بازو، رکوع میں پہلوؤں سے زیادہ ہٹ جاتے ہیں اور بغلیں خوب کھل جاتی ہیں۔ پھر دو سجدوں کے درمیانی قعدہ کے بعد جب نمازی دوسرے سجدے کیلئے زمین کی طرف جھکتا ہے تو اس کے بازو پہلوؤں سے پوری طرح ہٹ جاتے ہیں اور بغلیں پوری کی پوری کھل جاتی ہیں۔ اب جو بت نہ رکوع کرنے سے گرتے ہیں، نہ سجدہ میں گرتے ہیں نہ قعدہ کے بعد سجدہ کیلئے زمین کی طرف جھکتے وقت ہی گرتے ہیں ان کے رفع الیدین سے گر جانے پر یقین رکھنے کو سخت درجہ کی حماقت ہی کہا جاسکتا ہے۔ عقل کا اس بات سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس کہانی میں بے علمی اور جہالت کا پہلو یہ ہے کہ اس کو ماننے والے لوگوں کو یہ معلوم نہیں ہے کہ اسلام کی ابتدائی زندگی کے دو دور تھے۔

پہلا دور مکہ مکرمہ میں گزرا ہے اور دوسرے دور کا تعلق مدینہ منورہ سے ہے۔ مکہ میں بتوں کی خدائی چلتی تھی، مشرکین کا بے حد زور تھا اور اسلام انتہائی کمزور تھا۔ مکہ میں اسلام قبول کرنا کسی بڑے ہی دل گردے والے کا کام تھا یہ ہر کسی کے بس کی بات نہیں تھی۔ مکہ کے مشرکین مسلمان ہونے والوں کو ایسی ایسی شدید اذیتیں پہنچاتے تھے کہ ان کی یاد سے انسانیت کی روح آج بھی کانپ جاتی ہے۔

پھر ان حالات میں بھی جو لوگ مکہ میں ایمان لے آتے تھے اور اسلام کو قبول کر لیتے تھے وہ اپنی جان پر کھیل کر اپنے ایمان کی حفاظت کرتے تھے۔ انہوں نے جب ایک بار بتوں کی خدائی سے انکار کر دیا تو پھر وہ

انگاروں پر لٹائے جانے اور کانٹوں پر گھسیٹے جانے سے بھی ان کی خدائی کا اقرار نہیں کرتے تھے۔ایسے توحید پرست بزرگوں، جانباز مجاہدوں اور تاریخ ساز مومنوں کے بارے میں یہ خیال کرنا کہ وہ نمازوں کے وقت اپنی بغلوں میں بت دبالاتے تھے۔ذلالت اور کمینگی کی انتہا ہے،صریحی پاگل پن ہے،انتہائی بے دردی ہے،اور جہاں تک مدینہ منورہ کا تعلق ہے وہاں البتہ اسلام کے غلبہ کو دیکھ کر کچھ کافر ایسے ضرور موجود تھے جنہوں نے اپنی دنیوی حالات کے پیش نظر ظاہری طور پر اسلام قبول کر لیا تھا مگر وہ اندر سے بدستور کافر ہی تھے۔اسلام نے اُن کو منافق کا نام دیا ہے۔ ان لوگوں سے بلاشبہ یہ توقع کی جاسکتی تھی کہ وہ ایسی ناپاک حرکت کریں۔مگر مدینہ میں سرے سے بت فریق ہی نہیں تھے یہاں اسلام کو بت پرستوں اور بتوں سے نہیں بلکہ یہودیوں اور عیسائیوں سے مقابلہ درپیش تھا۔پھر جب یہاں نہ کوئی بت ہی فریق تھا نہ بت پرست تو کسی کا نماز کے اندر اپنی بغلوں میں بت چھپا کر لانے کا سوال ہی خارج از بحث ہے۔یعنی یہ کہانی سرے سے غلط، جھوٹ، بے بنیاد، مصنوعی اور خلافِ واقعہ ہے۔نماز کے وقت بتوں کو اپنی بغلوں میں نہ تو کوئی مکہ میں لاتا تھا نہ مدینہ میں۔مکہ میں منافق موجود نہیں تھے جو بتوں کو ساتھ لاتے اور مدینہ میں بت معبود نہیں تھے جن کو لایا جاتا۔دراصل مقلدین کی بغلوں میں ابھی تک تقلید کے بت موجود ہیں پس صحیح بات یہی ہے کہ رفع الیدین نماز کی دوسری ضروری سنتوں کی طرح ہی ایک سنت ہے،ایک مسنون عمل ہے، رسول اللہ ﷺ کا طریقہ ہے اور اس کا مقصد اللہ رب العزت کی برتری، اس کی بزرگی اور اس کے علو کا عملی اظہار ہے کہ جب نمازی اللہ اکبر کہتا ہے تو اپنے ہاتھ کے اشارہ سے بھی اس کی کبریائی پر مہر تصدیق ثبت کرتا ہے۔[ماخوذ از رفع الیدین ایک عظیم سنت مولانا یٰسین راہی] جو لوگ محض کسی گروہی تعصب کی وجہ سے ہی اس سنت پر عمل کرنے سے محروم ہیں۔دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اُن کے دل میں بھی اس سنت سے رغبت اور محبت کا جذبہ پیدا کرے اور ان کے دلوں کو بھی اس سنت پر عمل کرنے کیلئے کھول دے۔آمین یارب العالمین!

نوٹ: رفع الیدین کے مسئلہ پر احادیث بہت زیادہ ہیں۔لیکن یہاں صرف وہ احادیث درج کی ہیں جو ان صحابہ کرامؓ نے روایت کی ہیں جو حضور ﷺ کے آخری زمانہ میں اسلام لائے۔تاکہ منسوخ کہنے والوں پر واضح ہو جائے کہ حضور ﷺ نے اپنی زندگی کے آخر تک رفع الیدین کے ساتھ نماز ادا کی ہے،اور رفع الیدین منسوخ نہیں ہے۔

بریلوی بھائیوں کیلئے لمحۂ فکریہ: شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے بارے میں اکثر بریلوی حضرات یہ بیان کرتے ہیں کہ آپ کو غیب کا علم حاصل تھا۔میرے پاس ایک کتاب کراماتِ غوث اعظم (از مولانا محمد شریف نقشبندی

صاحب) موجود ہے۔ اس کتاب میں اس دعویٰ پر بہت دلائل دیئے گئے ہیں کہ آپ غیب کا علم جانتے تھے، اور بعض تو یہاں تک بھی کہہ دیتے ہیں کہ شیخ عبدالقادر جیلانیؒ فرماتے ہیں کہ دنیا میرے سامنے ایسے ہے جیسے ہتھیلی پر رائی کا دانہ۔ تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کو حضور ﷺ کی ساری زندگی یعنی ابتدائی اور آخری زندگی کے بارے میں مکمل علم تھا۔ تو شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کا رفع الیدین کے ساتھ نماز ادا کرنا اس بات کی واضح دلیل ہے کہ نماز میں رفع الیدین رسول اللہ ﷺ کی آخری نماز تک ثابت ہے، اور رفع الیدین منسوخ نہیں ہے۔ کیونکہ اگر رفع الیدین منسوخ ہو گیا ہوتا تو شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کو اس کا علم ہو جاتا کہ رفع الیدین منسوخ ہو گیا ہے تو پھر وہ نماز رفع الیدین کے بغیر ادا کرتے۔ اگر کوئی آدمی یہ مضمون پڑھ کر کسی مولوی صاحب کے پاس جائے گا تو وہ مولوی صاحب اس آدمی کو ٹال مٹول کرنے کیلئے کہیں گے کہ شیخ عبدالقادر جیلانیؒ تو امام احمد بن حنبلؒ کے مقلد تھے اس لئے رفع الیدین کرتے تھے۔ تو ایسے مولوی صاحب کو لاجواب کرنے کیلئے میں خود ہی مختصر جواب لکھ دیتا ہوں تاکہ مولوی صاحب بھاگ نہ سکیں کہ اگر آپ کے کہنے کے مطابق شیخ عبدالقادر جیلانیؒ امام احمد بن حنبلؒ کے مقلد تھے تو اس بات سے ایک اور بات کی وضاحت ہو گئی کہ پھر حنبلی ہونا درست ہوا۔ حنفی ہونا درست تو نہ ہوا آپ لوگ تو حنفی ہیں۔ آپ کا یہ جواب بھی آپ کے غلط ہونے پر دلالت کرتا ہے۔ تو شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کا رفع الیدین کے ساتھ نماز ادا کرنا اس بات کی واضح دلیل ہے کہ رفع الیدین منسوخ نہیں ہے، اور آپ کے کہنے کے مطابق کہ آپ حنبلی تھے تو اس بات کی واضح دلیل ہوئی کہ حنفی ہونے کی بجائے حنبلی ہونا درست ہوا۔ کیونکہ آپ یعنی بریلوی حضرات کا یہ عقیدہ اور نظریہ ہے کہ شیخ عبدالقادر جیلانیؒ غیب کا علم جانتے ہیں اور غیب کا علم جاننے والے سے کوئی بات مخفی نہیں ہوتی اُسے سب کچھ معلوم ہوتا ہے اس لئے بریلوی بھائیوں کیلئے لمحہ فکر یہ ہے کہ سوچیں سمجھیں اور فیصلہ خود کریں۔ کہ ان کا یہ عقیدہ اور نظریہ کہ شیخ عبدالقادر جیلانیؒ غیب کا علم جانتے ہیں غلط ہے یا پھر ان کا یہ عقیدہ اور نظریہ غلط ہے کہ نماز میں رفع الیدین منسوخ ہے۔ اس لئے اپنے بریلوی بھائیوں سے ہمدردانہ اپیل ہے کہ ٹھنڈے دل و دماغ سے سوچیں، سمجھیں اور فیصلہ کریں کہ کیا واقعی ہم غلط راستے پر تو نہیں چل رہے۔ تو سوچ سمجھ کر اپنی سوچ اور نظریہ کو تبدیل کریں ورنہ پھر میں تو یہی کہوں گا۔

چھوڑ دے دو رنگی یک رنگ ہو جا   سراسر موم ہو جا یا سنگ ہو جا
اپنے من میں ڈوب کر پا جا سراغ زندگی   میرا نہیں بنتا تو نہ بن اپنا تو بن